بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ فاتحہ خلف الامام

خلیل احمد رانا

وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (سورۃ اعراف، آیت ۲۰۴)، جب قرآن کی قرأت ہو تو اپنی سماعت کو ادھر متوجہ کرو اور زبان حرکت نہ دو تا کہ تمہیں رحمت (ثواب) ملے، کافر نہ احکام کے مکلّف نہ رحمت وثواب کے مستحق، لہٰذا یہ حکم کافروں کو نہیں مسلمانوں کو ملا ہے۔

احادیث کثیرہ میں ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں اُتری (زجاۃ المصابیح)، امام مسلم کے نزدیک حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی صحیح ہے (مسلم، ج ۱، ص ۱۷۴) کہ اذا قرء فانتصوا امام جب قرأت کرے تو چپ رہو۔

اسی طرح امام مسلم کے نزدیک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہے (مسلم، ج ۱، ص ۱۷۴۔ مشکوٰۃ، ص ۷۹، ۸۱)، جو کہ یوں ہے کہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانتصوا جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم زبان کو حرکت نہ دو۔

بخاری میں انصات اور لاتحرك به لسانك کو مترادف بتایا گیا ہے (بخاری، حدیث نمبر ۴)

غنیۃ الطالبین میں یہ حدیث یوں لکھی ہے کہ واذاقرء فانتصوا واذا قال غیت المغضوب علیهم والضالین فقولوا آمین اور جب امام قرأت کرے تو زبان کو حرکت نہ دو اور جب وہ غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو تم آمین ہی کہو، اسی طرح مقتدی سورۃ فاتحہ زبان سے ادا نہیں کرسکتا۔

سورۃ فاتحہ کی اہمیت کے پیش نظر بعض حضرات نے یہ اجتہاد کیا کہ زبان کو حرکت نہ دے بلکہ اپنے جی (دل) میں تصور کے ساتھ پڑھ لے، اقراِبها فی نفسك (مسلم)، مگر حدیث صحیح مرفوع میں یہ مسئلہ نبی کریم ﷺ سے حل شدہ ملتا ہے کہ من کان له امام فقراۃ الامام له قرأۃ (کتاب الآثار، ص ۸۶۔ مؤطا امام محمد، حدیث نمبر ۱۱۹ عن جابر بن عبداللہ) یعنی جس کا امام ہے تو امام کا قرآن پڑھنا ہی مقتدی کا قرآن پڑھنا ہے، لہٰذا مقتدی کی طرف سے بھی قرأت ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر فوراً جو جماعت کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے تو اس کو رکعت مل

جاتی ہے،اسی لئے وار کعو مع الراکعین (سورۃ بقرہ،آیت ۴۳)کے حکم میں قیام،سجدہ یا قعدہ کی بجائے رکوع کی تخصیص کی گئی ہے،کیونکہ رکوع میں نہ ملنے والے کو پوری رکعت کا فائدہ نہیں ملتا،بلکہ صحابہ کرام رکوع سے بھی پہلے آمین میں شامل ہونے کی کوشش کرتے تھے،چنانچہ حضرت ابو ہریرہ کے ذمہ صفیں درست کرنے کی ذمہ دار تھی،تو آپ امام کو ندادیتے اور کہتے کہ میری آمین فوت نہ ہونے پائے،کان ابو هريره ينادى الامام لا تفنى بامين (صحیح بخاری قبل حدیث ۷۸۰)

اسی طرح حضرت بلال سے منقول ہے کہ انه قال یا رسول الله لا تسبقنی بامین(ابوداؤد،حدیث ۹۳۷)،یارسول اللہ!میری آمین نہ رہ جائے،اگر سورۃ فاتحہ بھی مقتدی کے ذمہ ہوتی تو حضرت بلال اور حضرت ابو ہریرہ اپنی اپنی سورۃ فاتحہ کو فوت ہونے سے بچاتے نہ کہ صرف آمین کو،اسی طرح حدیث میں ہے اذا من الامام فامنوا (بخاری،:۷۸۰،مسلم۹۱۵:،ابوداؤ:۹۳۶،نسائی:۹۶۹)،اور دوسری روایت میں ہے اذا امن القاری فامنوا (بخاری:۶۴۰۲،نسائی۹۲۶،۹۲۷،ابن ماجہ:۸۵۱،۸۵۲،مشکوۃ،ص۷۹)

دونوں کو ملا کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ جماعت میں امام ہی قاری ہوتا ہے اور ان کا معنی یہ ہے کہ جب قاری یعنی امام آمین کہنے لگے تو تم بھی ساتھ آمین کہو۔